باب: قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔(۱/ ۲۱۶)

اس باب میں اللہ کے فرمان: ﴿إِنَّ هَـٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ﴾ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے ائمہ کرام مراد ہیں کہ ان کی نصرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم سے پختہ عہد لیا ہے۔

باب: جس نعمت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب میں کیا ہے اس سے ائمہ کرام مراد ہیں۔ (۱/ ۲۱۷) ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا﴾ کی تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اس نعمت سے مراد ہم ہیں، قیامت کے دن جو شخص بھی کامیاب ہوگا ہمارے واسطے سے کامیاب ہوگا۔''

اسی طرح سورۂ رحمان کی مشہور آیت ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ﴾ کی تفسیر میں کہا گیا ہے: ''کیا تم نبی کو جھٹلاتے ہو یا وصی کو؟''

باب: لوگوں کے اعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ کرام پر پیش کیے جاتے ہیں۔(۱/ ۲۱۹)

باب: ائمہ علیہم السلام کے پاس وہ تمام کتابیں تھیں جو کسی بھی دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئیں اور وہ باوجود کے اختلاف کے ان سب کو جانتے پہچانتے تھے۔'' (۱/ ۲۲۷)

باب: مکمل قرآن مجید ائمہ علیہم السلام کے سوا کسی نے جمع نہیں کیا اور وہی اس کے مکمل علم کو جانتے ہیں۔(۱/ ۲۲۸)

باب: ائمہ علیہم السلام وہ تمام علوم جانتے ہیں جو ملائکہ، انبیاء اور رسولوں کو معلوم تھے۔(۱/ ۲۵۵)

باب: ائمہ علیہم السلام اپنی موت کا وقت جانتے ہیں اور وہ اپنے اختیار کے ساتھ فوت ہوتے ہیں۔ (۱/ ۲۵۸)

باب: ائمہ علیہم السلام ہر گزشتہ اور آئندہ کا علم رکھتے ہیں اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں ہوتی۔(۱/ ۲۶۰)

باب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو جو بھی علم سکھایا وہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو بھی سکھانے کا حکم دیا اور وہ آپ کے ہر علم میں شریک تھے۔(۱/۲۶۳)

باب: لوگوں کے پاس جو بھی حق بات ہے وہ ائمہ علیہم السلام ہی کی طرف سے ان تک پہنچی ہے اور جو ان کے واسطے سے نہیں ملی وہ باطل ہے۔(۱/ ۳۹۹)

یہ تمام ابواب بہت سی شیعی روایات پر مشتمل ہیں۔ یہ تمام حوالے اس ایڈیشن کے ہیں جو مکتبہ الصدوق طہران نے ۱۳۸۱ھ میں شائع کی ہے۔ یہ کتاب شیعہ کی انتہائی بلند مرتبہ کتب میں سے ایک ہے۔ کتاب کے مقدمہ میں کتاب اور مؤلف کتاب کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ مؤلف کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی۔ یہ جو کچھ میں نے نقل کیا ہے ان کے علماء کے اپنے ائمہ کے بارے میں غلو کا ایک نمونہ ہے۔

باقی رہا متاخرین کا ائمہ کے بارے میں غلو تو یہ ان کے ایک موجودہ دور کے امام خمینی کے اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے:

''امام علیہ السلام کے لیے ولایت اور حاکمیت کا ثبوت اس بات کا تقاضا نہیں کرتا ہے کہ وہ اس مرتبہ سے محروم ہو گیا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے اور اس سے وہ عام حکمرانوں جیسا نہیں ہو جاتا۔ کیونکہ امام کو اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل تعریف مقام اور بلند مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ نیز اسے ایسی تکوینی خلافت حاصل ہوتی ہے کہ اس کی حکومت اور غلبے کے سامنے اس کائنات کا ذرہ ذرہ تابع فرمان ہوتا ہے اور یہ ہمارے مذہب کا لازمی اور قطعی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کو وہ مقام حاصل ہے کہ اس تک نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے نہ کوئی نبی اور رسول اور ہمارے پاس ایسی کثیر روایات اور احادیث موجود ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ رسول اعظم ﷺ اور ائمہ علیہم السلام اس جہان کے وجود میں آنے سے قبل نور تھے۔ اللہ نے انہیں اپنے عرش کے اردگرد مامور فرمایا اور ان کو وہ مرتبہ اور قرب